منصورہ قریشی

روحِ افضل حق سے

اے مفکر اے جری اے رازدارِ زندگی
آج بھی افلاس کو ہے انتظارِ زندگی

یوں تو ہم دس سال سے ہیں ہمکنارِ حریت
خشک ہیں لیکن ابھی تک برگ و بارِ زندگی

فصلِ گل آنے کو تو آئی ہے گلشن میں مگر
لٹ گئی اربابِ گلشن کی بہارِ زندگی

پس رہے ہیں گردشِ افلاک سے بھولے عوام
رہبرِ پُرفن ہے لیکن کامگارِ زندگی

چشمِ مفلس نوجواں میں نور تک باقی نہیں
شمع سے محروم ہے گویا مزارِ زندگی

سینکڑوں وہ بیکس و مفلس ہیں تیرے دیس میں
فقر و فاقہ پر ہے جن کا انحصارِ زندگی

ہر قدم پہ ہو رہا ہے ان دنوں نیلامِ عام
ہر دوکاں پہ بک رہا ہے اب وقارِ زندگی

جھوٹ، دھوکا، رشوتیں، عصمت دری، غارت گری
اب یہی کچھ رہ گیا ہے کاروبارِ زندگی

گل کھلائے دیکھئے کیا قلبِ نصرت کا لہو
دیکھئے کیا رنگ لائے انتشارِ زندگی

کاش تیرے درد کو، اخلاص کو، اذکار کو
لائے پھر میدان میں کوئی دوستدارِ زندگی

تو نے عزمِ زندگی بخشا تھا جس کشمیر کو
آج وہ کشمیر پھر ہے سوگوارِ زندگی